پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی آخری قسط

خلافت وملوکیت

(۷) حضرت مولانا محمد سعید الرحمٰن علویؒ لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کے بعد کا دور جسے خلافت راشدہ کا دور کہا جاتا ہے اس کی عمر عام حضرات کے نزدیک تیس برس ہے جس کا معنی یہ ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا چند ماہ کا دور بھی اس میں شامل ہے۔ اس بنیاد پر ان ہی حضرات کو خلفائے راشدین کہا جاتا ہے۔ لیکن میں اس معاملہ میں بڑے احترام سے اختلاف کرتے ہوئے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس فہرست میں شامل کرتا ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ وہ آخری صحابی ہیں جنہیں حکومت وسلطنت کا موقع ملا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کو اللہ رب العزت نے ''راشدون'' (حجرات نمبر ۷) کہا۔ وہ اہلسنت کے اجماعی مؤقف کے مطابق ''عدول'' اور ''معیارِ حق وصداقت ہیں۔

دورِ حاضر کے محدث کبیر مولانا ظفر احمد عثمانی الحنفی التھانوی قدس سرہٗ نے مولانا مودودی مرحوم کی کتاب ''خلافت وملوکیت'' کا ایک جواب لکھا تھا جو کوثر نیازی مرحوم کے رسالہ ''شہاب'' میں بالاقساط نکلا۔ حضرت امیر شریعت السید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ الباری کے خلف الرشید مولانا سید عطاء المنعم بخاری مرحوم نے مولانا ظفر احمد عثمانی کی تحریری اجازت سے ایک جاندار مقدمہ کے ساتھ ان اقساط کی کتابی شکل میں شائع کیا۔ عنوان تھا ''براءِ عثمانؓ ''اس جواب پر جماعتِ اسلامی کے حلقوں کی جوابی کارروائی ہوئی۔ مولانا عثمانی کی نگرانی میں ان کے صاحبزادے مولانا قمر احمد عثمانی نے جواب لکھا جو مولانا سید عطاء المنعم نے ''تذکرۂ یاراں'' کے نام سے شائع کیا۔ مولانا ظفر احمد جیسے محدث اور نقاد نے جس خوبصورتی سے یہ چیزیں لکھیں یا لکھوائیں۔ وہ ان کا اہلسنت پر احسان ہے اور ان کی زبردست تدریسی اور محدثانہ خدمات پر زبردست اور خوبصورت اضافہ ہے۔ اور ان میں مولانا نے بعض احادیثِ صحیحہ نقل کی تھیں۔ جن میں اسلام کی چکی تیس برس سے زائد چلنے کا بھی ارشاد ہے۔ ان ہی روایات سے مولانا المرحوم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے بھی استدلال کیا۔ کہ انہیں اس فہرست میں شامل کیا جائے اور یہ کہ وہ اس میں شامل ہیں۔

احقر نصِ قرآنی ''راشدون'' کے حوالے سے پہلے سے ایک ذہن رکھتا تھا۔ مولانا عثمانی کے اس ارشاد سے اور تقویت ملی اور اطمینانِ قلب نصیب ہوا۔ جزاھم اللّٰہ ورحمھم اللّٰہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ.

(ماہنامہ میثاق لاہور، نومبر ۱۹۸۵ء)

(۸) مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی (شہیدؒ) سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہ پاکستان نے چند سال قبل خلفائے راشدین کے زرّین عہد کو

اجاگر کرنے کے لیے ''خلافت راشدہ'' جنتری کے نام سے ایک سالانہ سلسلہ شروع کیا تھا جسے بعد میں ماہنامہ خلافتِ راشدہ میں تبدیل کر دیا گیا۔

موصوف اس سلسلے کی اوّلین اشاعت (اداریہ) میں زیرِ عنوان ''نظامِ خلافتِ راشدہ کا تعارف'' لکھتے ہیں:

خلافتِ راشدہ کی چوتھی کڑی کے طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ بائیس لاکھ مربع میل پر پانچ سال تک خلیفہ رہے۔ پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زرّین عہد میں ایک مرتبہ پھر فتوحاتِ اسلامی کا غوغا چار دانگ عالم میں پھیل گیا۔ اسلام عرب وعجم سے نکل کر مغربی اقوام کے دروازے پر دستک دینے لگا۔ چونسٹھ لاکھ کے وسیع وعریض خطہ پر یعنی نصف دنیا پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انیس سال تک تن تنہا آنحضرت ﷺ کے اس ضابطۂ حیات کو فروزاں رکھا۔ جس کے لیے آپ ﷺ نے جان جوکھوں میں ڈال دی تھی۔ یہی زرّین اور درخشندہ عہد ''خلافتِ راشدہ'' کے عنوان سے معنون ہوا۔

آپ ایک لمحہ کے لیے اگر ''خلافتِ راشدہ'' کے دور سے صرفِ نظر کر لیں، تو عہد نبوی ﷺ سے آج تک تاریخِ اسلام کے دامن میں افتخار ونجابت کی کون سی چیز باقی رہ جاتی ہے۔......قرآنی وعدہ کے مطابق آنحضرت ﷺ کے ان ہی رفقاء میں سب سے قریبی رفیق ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، حسن رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ علی الترتیب خلافت کے زیور سے آراستہ ہوئے۔ (خلافت راشدہ جنتری ۱۹۸۶ء ص ۲۲۔۲۱)

اس کے بعد اگلے سال ۱۹۸۷ء کی جنتری میں زیرِ عنوان ''کیا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد تھے؟'' ایک مضمون بصورت ''سوال وجواب'' شائع کیا گیا۔ سوال کنندہ شاعرِ اسلام سید سلمان گیلانی آف شیخوپورہ ہیں جو اس مضمون کے آغاز میں لکھتے ہیں کہ:

آنحضرت ﷺ کے جلیل القدر صحابی اور فاتح عرب وعجم سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت اور یزید کی ولی عہدی کے بارے میں مسلم تنظیم اتحاد العالمی کے سربراہ اور پاکستان کے مشہور خطیب اور جنتری کے مدیرِ اعلیٰ علامہ ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی سے سوال وجواب۔

سوال: سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ راشد کہنا کیسا ہے؟ بعض اصحاب اہلسنت بھی انہیں خلیفہ راشد کہنے سے ہچکچاتے ہیں۔ جبکہ آپ نے اپنی خلافتِ راشدہ جنتری ۱۹۸۶ء میں چھٹے نمبر پر خلیفہ راشد لکھا ہے۔

جواب: اس معاملے میں میری رائے ان اصحاب کے بارے میں یہ ہے کہ ان پر رفض کے پروپیگنڈے کا اثر ہے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بعض اہلسنت علماء کی مسلسل خاموشی ان کی کم علمی اور جہالت کی وجہ سے ہے۔ جبکہ قرآن پاک میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے ''اولٓئک ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ'' تو اس آیت میں جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو راشد قرار دیا گیا ہے اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو آپ ﷺ کے جلیل القدر صحابی بلکہ کاتب وحی ہیں......اس کے علاوہ بھی اگر دیکھا جائے تو تاریخ میں ان کی خلافت کے راشدہ ہونے کی گواہی میں صداقت موجود ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ سیدنا

معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کر رہے ہیں تو گویا وہ ایک خلیفہ راشد کی اطاعت کا عہد و پیمان باندھ رہے ہیں۔ اگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد نہ ہوتے تو حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کبھی ان کی بیعت نہ کرتے۔ یہ خلافت بھی پچھلی خلافتوں کا تسلسل ہے......سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد کوئی شخص اس پوزیشن میں نہیں کہ اس کا قول ان دونوں حضرات کے فعل سے ثقہ ہو......

حیرت ہے کہ ہمارے دوستوں کو صرف تیس سال والی حدیث پر اصرار کیوں ہے؟ جبکہ ۳۷ سال والی حدیث میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے پہلے سات سال جو فتوحات کے عروج کا زمانہ ہے بھی شامل ہیں۔ یکطرفہ پروپیگنڈے سے ہمارے علماء متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے اور تیس سال والی حدیث بیان کر کے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا بطلان کیا......

ایک بات اور یاد رکھیں کہ صحابی کا درجہ نص قطعی سے غیر صحابی کے مقابلے میں اولیٰ ہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں، کاتب وحی ہیں۔ جبکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز غیر صحابی ہیں ہمارے علماء انہیں تو خلافت راشدہ کے زمرے میں شمار کرتے ہیں لیکن کس قدر ستم ظریفی ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کا اہل نہیں سمجھتے۔ کیا رفض نے اپنا کام نہیں دکھایا؟ (خلافتِ راشدہ جنتری ۱۹۸۷ء ۲۵۔۲۴)

جناب فاروقی صاحب کے ان خیالات کی تردید اور اہلسنت والجماعت کو گمراہی سے بچانے کے لیے جناب قاضی مظہر حسین صاحب نے اپنے مدرسہ اظہار الاسلام چکوال کی سالانہ روئیداد میں ایک مضمون بعنوان ''عقیدہ خلافتِ راشدہ اور امامت'' شائع کیا جس کا جواب راقم الحروف کے فاضل دوست اور بھائی جناب مولانا الطاف الرحمٰن نے بعنوان ''حقیقت عقیدہ خلافتِ راشدہ'' دیا جو خلافتِ راشدہ جنتری ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا۔ اس کا جواب جناب قاضی مظہر حسین نے اپنے مدرسہ کی سالانہ روئیداد میں ۱۴۰۹ھ کا اہم مضمون کے طور پر بعنوان ''موعودہ خلافتِ راشدہ اور حضرت معاویہؓ کے نادان حامی غالی گروہ'' شائع کیا۔ عنوان کی دوسری جزو میں کثافت اور ''بغضِ معاویہؓ'' بالکل واضح ہے۔ اس کے بعد کوئی جواب الجواب راقم کے علم میں نہیں ہے۔

(۹) فخر السادات ابنِ امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاریؒ فرماتے ہیں:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بتقاضائے نصِ قرآنی چھٹے موعودہ خلیفۂ راشد ہیں۔ کسی کی مشیخت مجروح ہونے سے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار محفوظ ہو جائے تو یہ سودا سستا ہے۔ امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، امام سادس و عادل، خلیفۂ راشد بتقاضائے نصِ قرآنی سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اسلام کی جلیل القدر شخصیت ہیں جن کے دورِ امامت وخلافت پناہ میں اسلام کی روشن کرنوں نے دنیا کے آخری سروں کو اپنی ضیا پاشیوں سے منور کیا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی فضیلت ان کا صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ہے۔ بعد کے زمانوں کا کوئی قطب، ابدال، ولی اور غوث سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے نعلین مبارک سے لگی خاک کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ نسبتِ صحابیت کے اعتبار سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم برابر ہیں اس کے بعد ان کے درجات

ہیں۔اسلام قبول کر لینے کے بعد جناب محمد کریم ﷺ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کواپنا کاتبِ وحی مقرر فرمایا اوران سے خوش ہوکران کے لیے دنیاوعقبیٰ کی کامرانیوں کے لیے پیش گوئیاں اوردعائیں فرمائیں کہ:

''اے اللہ! معاویہ رضی اللہ عنہ کوحساب وکتاب سکھا اورانہیں عذاب سے بچا۔''

''اے مولا! معاویہ رضی اللہ عنہ کوہدایت یافتہ اور ہدایت رساں بنا۔''

اندازہ کیجئے جو بارگاہِ رسالت میں اتنا مقرب وبرگزیدہ ٹھہرے،کون ہے جو اَب اس کی عظمت ورفعت کا مقابلہ کرسکتا ہے۔سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ صحبت رسول ﷺ سے ہمہ وقت مشرف تھے۔قدم قدم پر ان کی تربیت ورہنمائی خود رسول اللہ ﷺ نے فرمائی۔اب ان پر حرف زنی اورانگشت نمائی کرنا اپنے ہی ایمان کی بربادی اورفکری گمراہی کی علامت ہے۔ان آفتاب بداماں ہستیوں کی طرف منہ کر کے تھوکنے والے بدبخت اپنا ہی منہ گندا کرتے ہیں۔

دیکھو گے برا حال صحابہ کے عدو کا
منہ پر ہی گرا جس نے بھی ماہتاب پہ تھوکا

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں ایک روز رسول اللہ ﷺ کو ضو کرا رہا تھا تو آپ ﷺ نے میرے لیے یہ ارشاد فرمایا: ''**یا معاویة ان ولیت امرًا فاتق اللّٰہ واعدل**''''اے معاویہ رضی اللہ عنہ اگرتم والی وحاکم بنادیے جاؤ تو اللہ سے ڈرتے رہنا اورانصاف کرتے رہنا۔''

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس روز سے ہی یقین ہوگیا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ضرور خلافت عطا فرمائیں گے۔

ایک اورحدیث مبارکہ میں آپ کی خلافت عادلہ وراشدہ بتقاضائے نصِ قرآنی کی بشارت یوں دی گئی

''**یامعاویة ان اللّٰہ یقمّصک قمیص** ''اے معاویہ رضی اللہ عنہ بے شک اللہ تجھے خلافت کی قمیص پہنائے گا۔

سیدنا حسن مجتبےٰ رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہوکراورآپ کی بیعت کر کے فرمانِ رسول ﷺ کو سچ کردکھایا کہ:''میرا یہ بیٹا سردار ہے اورعنقریب یہ دو مسلمان گروہوں میں صلح کرائے گا۔''

یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ زمانہ بعد کے ایک غیر صحابی نیک دل فرمانروا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو پانچواں خلیفۂ راشد مانا جاتا ہے لیکن سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کورسول کریم ﷺ کی دی گئی پیشین گوئیوں کی موجودگی میں بھی خلیفۂ راشد ماننے میں تردد ہے۔جب زبان نبوی ﷺ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے لیے ''قمیص'' کا واضح اور فیصلہ کن لفظ ارشاد فرمایا تو اسے خلافتِ راشدہ سے تعبیر کیا گیا اور یہی قمیص کا لفظ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے ارشاد فرمایا جائے تو خلافت راشدہ مان لینے میں کیا امر مانع ہوجاتا ہے؟

پچپن ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بشمول سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے آپ کی موعودہ خلافتِ راشدہ پر مہر تصدیق ثبت کی۔آج کے دیوبندی، بریلوی یا اہل حدیث علماء کرام کی خود

ساختہ توضیحات وتشریحات اورتعبیرات کو اصحابِ رسول ﷺ کے فیصلے کے سامنے پرکاہ کے برابر بھی حیثیت حاصل نہیں ہے۔اگر کسی بزرگ، عالم یا پیر کی رائے کو غلط قرار دیا جائے تو آدمی دین کے دائرے سے خارج نہیں ہوجاتا۔اگر دفاع صحابہ ؓ میں کسی کی مشیخت مجروح ہوجائے اور صحابی کی ذات اوران کا کردار نکھر کر سامنے آجائے تو یہ سودا سستا ہے اوراسی میں ایمان کی سلامتی اورنجات دارین ہے۔

ہم نے ۱۹۶۱ء سے دفاعِ معاویہ ؓ کا علم اسی خاطر بلند کیا کہ باقی تمام صحابہ کرام ؓ کی شخصیات سبائی وتبرائی و نیم رافضی سنیوں کی تنقید و جرح سے محفوظ ہوجائیں ۔سیدنا معاویہ ؓ کی شخصیت کو صحیح مان کر ان کی اتباع کرنے والا کسی صحابی کے بارے میں کوئی نامناسب بات سوچ ہی نہیں سکتا۔جبکہ دیگر اصحابِ رسول ﷺ کو مان کر اوراپنے آپ کو سنی کہلا کر بھی بعض لوگ سیدنا معاویہ ؓ ،سیدنا یزید بن ابی سفیان ؓ ،سیدنا مغیرہ بن شعبہ ؓ ،سیدنا عمرو بن عاص ؓ ،سیدنا ابوموسیٰ اشعری ؓ ،سیدنا مروان ؓ اوران کے اعوان وانصار کو گناہ گار،قرآن ناشناس،قرآن وسنّت کے نافرمان، باغی، خاطی اور ضال ومضل (خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے) ایسے الفاظ سے تبرّا کرتے ہیں۔

الحمدللّٰہ !ہم نے آج تک کسی آخری درجے کے صحابی کے بارے میں بھی اپنے دل ودماغ کے کسی گوشے میں بھی کوئی نامناسب لفظ تک نہیں سوچا۔ہماری تو دعا ہے کہ ایسا غارت گر ایمان لمحہ آنے سے پیشتر اللہ ہمیں موت دے دے ۔ا مین ۔ہم نے کبھی سیدنا علی المرتضیٰ ؓ پر سیدنا معاویہ ؓ کو ترجیح نہیں دی۔سیدنا علی المرتضیٰ ؓ ہر لحاظ سے سیدنا معاویہ ؓ سے افضل وبرتر ہیں۔وہ چوتھے خلیفۂ راشد ہیں۔سابقون الاوّلون کے مصداق اور بدروحنین کے معرکہ آراء ہیں۔ان کی بزرگی وفضیلت سب پر مسلّم ہے۔ہم چاہتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام ؓ کو عادل وراشد مانا جائے۔ان کے فیصلوں کو درست تسلیم کیا جائے اور مشاجراتِ صحابہ کرام ؓ میں رائے زنی کی بجائے اپنی زبان اورقلم کو روکا جائے۔ایک صحابی کو معصوم عن الخطاء مان کر دوسرے صحابی پر طنز وتشنیع کے نشتر نہ چلائے جائیں۔بلکہ تمام صحابہ کرام ؓ کو برحق مانا جائے اورانہیں مجتہد مطلق جان کر اپنی درازز بانوں کو لگام دی جائے۔

یہی مسلک اہلسنت ہے۔جس پر احرار کا اعتقاد وایمان ہے اوریہی وہ دعوت ہے جو تمام یارانِ سرِ پُل کے لیے صلائے عام کی حیثیت رکھتی ہے اوراسی کو حق وسچ مان کر عمل پیرا ہونے سے ہی مغفرت ونجات ممکن ہے۔

(ماخوذ از ماہنامہ ’’نقیب ختم نبوت‘‘ملتان،فروری ۱۹۹۴ء)

الحمدللہ راقم الحروف کا بھی یہی اعتقاد ونظریہ ہے اور مذکورہ بالانظریات وخیالات سے حرف بحرف اتفاق ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ طویل اقتباس من وعن نقل کیا گیا۔(ختم شد)